آئی ٹی کارنر

تھینک یو

تحریر : ڈاکٹر سائرہ بانو

جنرل سیکریٹری کوآرڈی نیشن گروپ

کراچی کا مضافاتی اور نواحی علاقہ کچی آبادی۔ایک پرسکون اور پرفضا مقام جہاں کم قیمت کے مکانات کا ایک طویل سلسلہ ہے۔اس میں درمیان میں کہیں کہیں فلیٹس بھی نظر آتے ہیں مگر اکثریت سادہ اور چھوٹے مکانوں کی ہے جن میں بیشتر ایک منزلہ ہیں۔اس علاقے میں شروع سے ہی کم آمدنی والے متوسط طبقے کے افراد رہائش پذیر ہیں جو ابتدا میں تو بنیادی سہولیات سے محروم تھے مگر آج یہاں ہر سہولت موجود ہے۔چھوٹے تعلیمی ادارے بھی ہیں اور درمیانہ ادارے بھی۔پرائمری اور سیکنڈری سطح کے اسکول ہیں۔ بجلی، پانی، گیس، سڑکوں کی سہولت ہے خوب ٹرانسپورٹ چلتی ہے۔راتوں کو دیر تک کچی آبادی کے بازار کھلے رہتے ہیں اور بڑی بڑی دکانیں بھی قائم ہیں۔

شرجیل اپنے ماں باپ کا واحد اور لاڈلہ بیٹا تھا اسے اس کے والدین نے بڑے ناز و نعم سے پالا تھا۔اس کی عمدہ پرورش کی اور زندگی کی ہر سہولت فراہم کی تھی۔وہ اپنے اکلوتے بیٹے کی ایک آواز پر اس کی فرمائش پوری کرتے تھے ادھر اس کی زبان سے نکلتا اور ادھر جھٹ سے وہ چیز اس کے سامنے آموجود ہوتی۔شرجیل چونکہ بہت زیادہ لاڈ پیار سے پلا بڑھا تھا اس لیے اس کے اندر کافی گھمنڈ اور غرور آگیا تھا۔وہ دوسروں کو حقیر سمجھتا تھا۔اس کی نظر میں زندگی کی ہر آسائش پر اسی کا حق تھا۔اس کے خیال میں اس کے والدین سے بڑھ کر کوئی اور نہیں تھا۔وہ اپنے آپ کو بہت دولت مند سمجھتا تھا۔حالانکہ وہ گلشن اقبال کے تین کمروں کے فلیٹ میں رہتا تھا لیکن وہ اسے کسی شہزادے کا محل سمجھا تھا۔وہ شہر کے ایک متوسط کالج میں پڑھتا تھا اور اس کے خیال میں اس کے کالج سے بڑھ کر شہر کا کوئی دوسرا کالج نہیں تھا۔

شرجیل کی عادت بن گئی تھی کہ اس کی اس حرکت سے دوسرے لوگ نالاں رہتے تھے کیونکہ وہ کبھی دوسروں کو طعنے دینے سے باز نہیں آتا تھا حالانکہ اس کے امی ابو اسے منع کرتے تھے اسے سمجھاتے تھے کہ یہ غرور اور گھمنڈ اچھی چیز نہیں ہے مگر وہ ان کی باتیں ایک کان سے سنتا اور دوسرے سے اڑا دیتا تھا۔

شرجیل کی امی کی رشتے کی ایک بہن کچی آبادی میں رہتی تھیں جن سے ملنے کے لیے وہ مہینے دو مہینے میں وہاں کا چکر ضرور لگاتی تھیں۔مگر جب کبھی وہ دونوں شرجیل سے ساتھ چلنے کو کہتے تو شرجیل صاف انکار کردیتا۔

‘ ‘ کچی آبادیبھی کوئی علاقہ ہے۔’’ وہ منہ بناکر کہتا ’’کیا وہاں انسان رہ رسکتے ہیں؟ ’’

‘ ‘ کیوں تمھاری خالہ کا شمار انسانوں میں نہیں ہوتا؟’’ شرجیل کی امی غصے سے کہا’’

بری بات ہے بیٹا!’’ شرجیل کے ابو اسے سمجھاتے’’سب علاقوں میں انسان رہتے ہیں ہم جیسے جیتے جاگتے انسان.. ’’
’’...وہ بھی کھاتے پیتے ہیں ہنستے بولتے ہیں بیمار ہوتے ہیں

ایک روز شرجیل نے کہا ’’مگر میں نے کچی آبادی میں ابھی تک نہ تو کوئی اسپتال دیکھا ہے اور نہ کالج...وہاں کے لوگ بیمار ہوتے ہیں تو انہیں بھی تو کچی آبادی سے دور جانا پڑتا ہے اسی طرح کالج میں پڑھنے والوں کو بھی طویل سفر طے کرکے ہمارے علاقوں میں آنا ہوتا ہے۔’’شرجیل نے اپنے ابو سے بحث کی۔

سنو...وہ اچھا علاقہ ہے...وہاں مسلمان رہتے ہیں ہمارے عزیز رشتے دار رہتے ہیں..وہاں مسجدیں اور مدرسے بھی ’’
ہیں...وہاں بھی مسجدوں میں پنج وقتہ نماز ہوتی ہے۔’’ اس کے ابو نے ناگواری سے کہا تو شرجیل منہ بناکر رہ گیا۔

ویسے تو شرجیل بہت مغرور اور نخریلا لڑکا تھا مگر اس کے اندر ایک بات بہت اچھی تھی۔وہ تعلیم حاصل کرنے میں بہت دلچسپی لیتا تھا۔اس کا رجحان شروع سے ہی انفارمیشن ٹیکنالوجی کی طرف تھا۔اس نے نہ جانے آئی ٹی کے کتنے کورس کیے تھے۔وہ بہت محنتی اسٹوڈنٹ تھا۔

ایک روز شرجیل کے امی اور ابو نے کچی آبادی جانے کا ارادہ کیا تو حسب معمول شرجیل کو بھی ساتھ چلنے کی دعوت دی اور ہمیشہ کی طرح شر جیل نے انکار کردیا لیکن اس بار اس کے ابو نے اسے پیار سے بھی سمجھایا اور سختی سے حکم بھی دیا۔اس کی امی کے تیور بھی اچھے نہیں تھی۔ناچار شرجیل کو ان دونوں کے ساتھ کچی آبادی جانا پڑا۔

وہ مردہ دلی کے ساتھ ان دونوں کے ساتھ چلا تو گیا مگر اس کا دل اندر سے اس کا ساتھ نہیں دے رہا تھا۔اسے نہ اس علاقے کی سڑکیں اچھی لگ رہی تھیں اور نہ وہاں کے لوگ...اسے اس جگہ کے تمام مکان بھی بہت تنگ اور حقیر لگ رہے تھی۔وہ بیزاری کے عالم میں اپنے امی ابو کے ساتھ گاڑی میں بیٹھا سفر کررہا تھا۔اس کی نظریں اطراف کی کچی سڑکوں،اونچے نیچے ٹیلوی،گڑھوں،ٹوٹی پھوٹی سڑکوں اور مکانات پر جمی ہوئی تھیں۔ابو خاصی تیزی سے گاڑی چلارہے تھے اس کے باوجود شرجیل کی نظر اس بورڈ پر پڑگئی جس پر نمایاں حروف میں لکھا تھا " کچی آبادی اسکول اور کمپیوٹر لیب" یہ کمپیوٹر لیب کی جانب سے قائم کی گئی تھی۔جو کہ انفورمیشن ٹیکنا لوجی کے حوالے سے کسی تعارف کی NGO ایک بہت مشہورِ زمانہ محتاج نہیں۔

ابھی شرجیل بورڈ پڑھ ہی رہا تھا کہ۔اُس کے ابو نے گاڑی روک لی"۔"

'' ابو آپ نے گاڑی کیوں روکی ؟شرجیل نے ابو سے پوچھا"

ابو نے بورڈ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا ۔"

'' شرجیل بیٹا۔یہ دیکھو یقینا اِس علاقے میں کوئی تو ایسی بات ہوگی جو اتنے بڑے ادارے نے اس علاقے کو پسند کیا اور یہاں کمپیوٹر لیب بھی قائم کردی ۔توکیا آپ کو ایسا نہیں لگتا کہ آپ اس علاقے اور یہاں کے لوگوں کو حقیر جان کر اُن کے ساتھ زیادتی کر رہے ہو۔یہ علاقہ کسی بھی طرح دوسرے پرامن،پرسکون،ترقی یافتہ علاقوں سے کم نہیں ہی..

'' یہ دیکھ کر اور جان کر شرجیل کو واقعی یہ احساس ہو گیا کہ آج تک اس علاقے کے بارے میں اسُکی جو بھی سوچ تھی وہ بلکُل غلط تھی ''

انفورمیشن ٹیکنالوجی جس علاقے کا راستہ دیکھ لے وہ علاقہ پسماندہ اور دقیانوسی کیسے ہو سکتا ہی؟

اُس کی سوچ میں آنے والی تبدیلی اور اُس کا یہ اعتراف جہاں اُس کے والِدین کی فتح تھی وہیں۔انفورمیشں ٹیکنالوجی کی بھی فتح تھی۔

'' شرجیل کے امی ابو مسکراتی نظروں سے دیکھ رہے تھے اور دل ہی دل میں انفورمیشن ٹیکنالوجی کا شکریہ ادا کررہے تھے جس کی وجہ سے ان کے بچے کی زندگی اور اس کے سوچنے کا انداز بدل گیا۔

*****